سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: اکیسویں

رسالہ نمبر 9

الیاقوتة الواسطة ١٢٠٩ھ
فی قلب عقد الرابطة

وہ یاقوت جو خالص عقد رابطہ کا ذریعہ ہے

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ

الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ ۱۳۰۹ھ

(وہ یاقوت جو خالص عقد رابطہ کا ذریعہ ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۱۸۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص صورت شیخ کو واسطہ وصول فیض جان کر وقت ذکر یا مراقبہ کے اس کا تصور کرتا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے اشتغال نقشبندیہ کے بیان میں اپنی کتاب قول الجمیل میں فرمایا ہے:

و اذا غاب الشیخ عنہ یتخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ والتعظیم فتفید صورتہ ماتفید صحبتہ[1]۔	جب کسی کا شیخ غائب ہو تو محبت اور تعظیم کے ساتھ اس کی صورت کو اپنی آنکھوں کے سامنے خیال کرے تو اس کی صورت وہی فائدہ دے گی جو اس کی مجلس دیتی ہے۔ (ت)

اس طور پر کہ حق سبحانہ وتعالٰی کی ذات پاک سے مرشد کے لطائف میں فیض نازل ہو کر مرید کے لطائف

[1] القول الجمیل مع شفاء العلیل الفصل السادس ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۱ و ۸۲

پر وارد ہوتا ہے۔ اور یہ بھی جب تک کہ اس کو مناسبت کاملہ ذات حق سبحانہ وتعالٰی سے نہ ہو اور جب مناسبت کاملہ پیدا ہو جائے پھر ضروری نہ جانے اور مرشد کو فقط واسطہ اور وسیلہ فیض کا جانتا ہے۔ نہ عالم الغیب جانے نہ حاضر وناظر اور معبود و مسجود مقرر کرے بلکہ ان امور کا غیر خدا کے واسطے ثابت کرنا شرک سمجھے جائز ہے یا نہ ؟ اگر جائز ہے تو اس کی سند قرآن ہے یا حدیث یا قول مجتہد یا اجماع؟ اگر نہیں جائز تو ادلہ اربعہ سے اس کے لئے کون سی دلیل ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمدللہ الذی ہدٰنا لربط القلوب باعظم برزخٍ بین الامکان والوجوب والصلوٰۃ والسلام علی اجمل مطلوب اجل وسیلۃ لاصلاح الخطوب صلوٰۃ تمحو رین العیوب وتمثل فی الفواد صورۃ المحبوب منشھدا بالتوحید لعلام الغیوب وبالرسالۃ الکبرٰی لشفیع الذنوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وصحبہ وسائط الکرم قال الفقیر عبدالمصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی لمّ اللہ تعالٰی شعثہ وتحت اللواء الغوثی بعثہ۔	تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے جس نے دلوں کے ربط کے لئے امکان اور وجوب کے درمیان برزخ اعظم کی رہنمائی عطا فرمائی اور صلوٰۃ وسلام خوبصورت مطلوب اور خطرات کی اصلاح کے لئے جلیل وسیلہ پر، ایسی صلوٰۃ جو عیوب کو مٹادے اور دلوں میں محبوب کی صورت کو قائم کردے علام الغیوب کی توحید اور شفیع المذنبین کی رسالت کبری کی شہادت دیتے ہوئے، صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وصحبہ پر جو برگزیدہ واسطے ہیں، زفقیر عبدالمصطفٰی احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی کہتا ہے اللہ تعالٰی اس کو پراگندگی سے محفوظ فرمائے اور حضور غوث اعظم کے جھنڈے تلے اٹھائے۔ (ت)

تصور [منہ ۱۲] بشیخ بروجہ رابطہ جسے برزخ بھی کہتے ہیں جس طرح حضرات صوفیہ صافیہ قدسنا اللہ تعالٰی باسرار ھم الوافیہ میں خلفا عن سلف معمول وماثور اور ان کی تصانیف منیفہ ومکتوبات شریفہ وملفوظات لطیفہ میں بتواتر مذکور ومسطور وغیر مسطور کہ شبح شیخ حاشا بلکہ عین شیخ (کہ شیخ حضورا وغیبۃً مرآت ملاحظہ ہے۔ اور کارحقیقۃً کار روح جو بعد صفائی کدورات حیوانیہ وانجلائے ظلمات نفسانیہ صورت واحدۃ شہادت وہیاکل متکثرہ مثالیہ میں، دفعۃً ہزار جگہ کام کرسکتی ہے جیسا کہ بارہا مشاہدہ

ومرئی اور حضرات اولیاء سے بکثرت مروی اور عالم رؤیا میں بے شرط ولایت جاری، جسے افعال عجیبہ و تصرفات غریبہ روح انسانی پر اطلاع حاصل وہ جانتاہے کہ یہ تو اس کے بحار ذاخرہ وامواج قاہرہ سے ایک قطرہ قلیلہ ہے اور خود بعد تمرن واعتیاد و تکامل مناسبت اس صورت متخیلہ کا بے اعانت تخییل حرکت وکلام اور مشکلات راہ میں قیام واہتمام اور دقائق وحقائق کا شفاہًا حل تام **کماتشھد بہ شھود الشھود والتجربۃ** (جیساکہ مشاہدہ اور تجربہ گواہ ہے۔ت) دلیل جلی وسلیل ہے کہ یہ فقط پیکر مخزون کا علی عکس المعتاد خزانہ خیال سے حس مشترک کی طرف عود قہقری نہیں بلکہ وہی مرکب مثال میں شہسوار روح کی جولانیاں ہیں اگرچہ خود فاعل کو شعور یعنی شعور بالشعور نہ ہو،

کماھو المشھود لعموم الناس فی غیبۃ الرؤیا۔	جیساکہ عوام الناس کو خواب کے بارے میں معلوم ہے۔ (ت)

ورنہ صدور افعال اختیاریہ کو شعور سے انفکاک نہیں۔

اتقن ھذا فانہ مھم نافع ولاکثر الشبھات حاسم قالع۔	اس کو خوب یاد رکھو کیونکہ یہ اہم نافع ہے اور بہت سے شبہات کو ختم کرتا ہے۔(ت)

صرف واسطہ وصول ونا ؤوان فیض و باعث جمیعت خاطر وزوال تفرقہ ہائے شرعا جائز جس کے منع پر شرع سے اصلًا دلیل نہیں، نہ کہ **معاذ اللہ** شرک وکفر کہنا جیساکہ زبان زد سفہائے منکرین ہے۔**والناس اعداء لما جھلوا** (لوگ جس سے ناواقف ہوں اس کے مخالف ہوتے ہیں۔ت)۔

منعم کنی زعشق ولے اے زاہد زماں   معذور دارمت کہ تو او راندیدہ

(اے زمانہ کے زاہد! تو مجھے عشق سے منع کرتا ہے مجھے معذور رکھ کیونکہ تونے اسے دیکھا نہیں۔ت)

ورحم اللہ القائل (اس قائل پر اللہ رحم فرمائے۔ت)۔

جنگ ہفتاد وملت ہمہ راعذر بنہ   چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زوند

(بہتر ۷۲ فرقوں سے جنگ میں ان سب کو معذور جان جب وہ حقیقت سے آگاہ نہیں تو اس راہ پر نہ چلیں گے۔ت)

یاھذا بقاعدہ اصول وتصادق وتطابق معقول ومنقول، بینہ ذمہ مدعی ہے اور قائل جواز متمسک باصل جسے ہرگز کسی دلیل کی حاجت نہیں، بعض حضرات جہلا یا تجاہلا مانع فقہی وبحثی میں فرق نہ کرکے دھوکا کھاتے ہیں یا مغالطہ دیتے ہیں کہ تم قائل جواز اور ہم مانع ومنکر تو دلیل تم پر چاہئے۔ حالانکہ یہ سخت ذہول وغفلت یا

کید وخدیعت ہے نہ جانا یا جانا اور نہ مانا کہ قول جواز کا حاصل کتنا صرف اس قدر کہ لم ینه عنه یالم یؤمر به ولم ینه عنه (یہ ممنوع نہیں یا نہ مامور ہے نہ ممنوع۔ ت) تو مجوز نافی امر ونہی ہے اور نافی پر شرعا وعقلا بینہ نہیں جو حرام وممنوع کہے وہ نہی شرعی کامدعی ہے ثبوت دینا اسکے ذمے ہے کہ شرع نے کہاں منع کیا ہے۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی رسالۃ الصلح بین الاخوان میں فرماتے ہیں:

ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی الله تعالٰی باثبات الحرمة والکراهة الذین لابدلهما من دلیل بل فی الاباحة التی هی الاصل[2]۔	حرام اور مکروہ قرار دینے میں اللہ تعالٰی پر افتراء باندھنے میں احتیاط نہیں ہے ان دونوں حکموں کے لئے دلیل چاہئے بلکہ احتیاط اباحت میں ہے جو اصل حکم ہے۔(ت)

علامہ علی مکی رسالہ اقتدا بالمخالف میں فرماتے ہیں:

من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلة هو الصحة واما القول بالفساد والکراهة فیحتاج الی حجة[3]۔	مسلمہ بات ہے کہ ہر مسئلہ میں اصل صرف اباحت ہے فساد اور کراہت کے حکم کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔(ت)

غرض مانع فقہی مدعی بحثی ہے اور جواز کا قائل مثل سائل مدعا علیہ جس سے مطالبہ دلیل محض جنون یا تسویل اس کے لئے یہی دلیل بس ہے کہ منع پر کوئی دلیل نہیں۔ مسلم الثبوت میں ہے:

کل ماعدم فیه المدرك الشرعی للحرج فی فعله وترکه فذلك مدرك شرعی لحکم الشارع بالتخییر[4]۔	کسی کام کے کرنے میں اور نہ کرنے میں حرج کے مسئلہ میں کوئی شرعی دلیل نہ ہو تو یہ خود شرعی دلیل ہے کہ شرعا اختیار ہے۔(ت)

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ رسالہ اقامة القیامة علی طاعن القیام لنبی تهامه (۱۲۹۹ھ) ورسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین (۱۳۰۱ھ) وغیرہما میں اس بحث کو واضح کرچکا وللہ الحمد امثال مقام میں نہایت سعی منکرین عدم نقل سے استدلال ہے۔ ذٰلك مبلغهم من العلم (یہی ان کے

---

[2] الصلح بین الاخوان (رسالہ)

[3] الاقتداء بالمخالف (رسالہ)

[4] مسلم الثبوت المقالة الثانیه الباب الثانی مطبع انصاری دہلی ص ۲۴

علم کی پہنچ ہے۔ت) مگر نزد عقلاء، فضلاء عن الفضلاء یہ بے اصل استناد تشبث بالحشیش وخرط القتاد (تنکے کا سہارا اور مشکل میں پھنسنا ہے۔ت) عدم نقل، نقل عدم نہیں، نہ عدم فعل منع کو مستلزم، کاش خود معنی جواز لم یؤمر بہ ولم ینہ عنہ (نہ اس کا حکم اور نہ اس کی ممانعت ہے۔ت) کو سمجھتے تو جانتے کہ جس امر سے اس کا ابطال چاہتے ہیں وہ خود اس کی حد کا احد المصادیق ہے۔ کہ نقل مع عدم الطلب فعلاً وکفاً وعدم ذکر راساً دونوں اسی انعدام امر ونہی کی صورتیں ہیں تو یہ استدلال ایسا ہوا کہ ثبوت اخص کو ارتفاعِ اعم پر دلیل بنائے وھل ھو الا بھت بحت (یہ خاص بہتان ہے۔ت) یہ بحث بھی فقیر نے اپنے رسائل مذکورہ ونیز رسالہ انھار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار (۱۳۰۵ھ) ورسالہ سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلٰوۃ العید (۱۳۰۷ھ) وغیرہا میں تمام کردی۔

ولمن احسن تفصیل تلك المباحث ختام المحققین امام المدققین اعلم العلماء سیف السنۃ علم الاسلام سیدنا الوالد قدس الواجد سرالماجد فی کتابہ الجلیل"اذاقۃ الاثام لما نعی عمل المولد و القیام" وسفرہ الجمیل"اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" و غیرھما من تصانیفہ الجیاد علیہ الرحمۃ الجواد۔	ان مباحث کی اچھی تفصیل کرنے والوں میں سب سے بہتر خاتم المحققین علماء کرام کے بڑے سنت کی تلوار، اسلام کے جھنڈے حضرت والد گرامی کی کتاب "اذاقۃ الاثام لما نعی عمل المولد والقیام" اور کتاب جمیل "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" وغیرہما میں ہے۔ اللہ تعالٰی ان پر رحمت فرمائے۔(ت)

اور اگر عدم ورود ہی پر مدار منع ٹھہرا تو ایک شغل برزخ ہی پر کیا موقوف، عامہ اشغال وافکار اور ان کے طریق واطوار کہ طبقہ فطبقۃً تمام اکابر اولیائے قدست اسرارہم میں رائج ومعمول رہے سب معاذاللہ بدعت شنیعہ وحرام وممنوع قرار پائیں گے کہ ان میں بہت تو راساً اور بہت بایں ہیئات خاصہ واوضاع جزئیہ ہر گز حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا صحابہ وتابعین سے ثابت نہیں ہاں ہاں قول الٰہی عزوجل:

فیما یرویہ عنہ نبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب. کما فی الجامع الصحیح وغیرہ۔[5]	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالٰی سے روایت فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں جیسا کہ صحیح بخاری میں وغیرہ میں ہے۔(ت)

[5] صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۶۳

بھلا کر بنہایت وقاحت اس لازم شنیع کا التزام کرلینا اور جماہیر اساطین طریقت وسلاطین حقیقت کو معاذاللہ مخترع بدعات و مروج سیئات کہہ دینا اگرچہ منکر مکابر کے نزدیک سہل ہو،

"قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ۖۚ وَمَا تُخۡفِیۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَكۡبَرُ ؕ"[6]	بغض ان کے منہ سے ظاہر اور جو ان کے دلوں میں ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔(ت)

مگر اتنا یاد رہے کہ یہ مان کر گھر کی بھی جائے گی ذرا امام الطائفہ کے نسبًا دادا، تلمذا دادا، بیعۃً پر دادا، جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی سن لو کہ وہ قول الجمیل میں جس کی وضع انھیں افکار محدثہ واشغال حادثہ کی ترویج وتعلیم کے لئے ہے کیسا کھلا اقرار فرماتے ہیں:

صحبتنا متصلة الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وان لم یثبت تعین الاداب ولا تلك الاشغال [7] اھملخصا۔	ہماری صحبت تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک متصل ہے اگرچہ خاص یہ آداب واشغال ثابت نہیں۔اھ ملخصا۔

اسی میں ہے:

لاتظن النسبة لاتحصل الابھذا الاشغال بل ھذا طریق لتحصیلھا من غیر حصر فیھا وغالب الرائ عندی ان الصحابة والتابعین کانوا یحصلون السکینة بطرق اخری [8] الخ۔	یہ نہ سمجھنا کہ نسبت بس انھیں اشغال سے حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ بھی اس کی تحصیل کے طریقے ہیں کچھ ان میں حصر نہیں اور میرا زیادہ گمان یہ ہے کہ صحابہ وتابعین اور ہی طریقوں سے نسبت حاصل فرماتے تھے الخ۔

معلم ثالث وہابیہ مولوی خرم علی صاحب مصنف نصیحۃ المسلمین کے ترجمہ شفاء العلیل میں اس کے بعد لکھتے ہیں:

"مترجم کہتاہے کہ مصنف نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑ دیا، بعض نادان کہتے ہیں کہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ وتابعین کے زمانے میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئی، خلاصہ جواب یہ ہے کہ

---

[6] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[7] القول الجمیل مع شفاء العلیل الفصل السابع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص

[8] القول الجمیل مع شفاء العلیل الفصل الحادی عشر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

جس امر کے واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ تعالٰی عنہم نے یہ اشغال مقرر کئے ہیں وہ امر زمانہ رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے گو طرق اس کی تحصیل کے مختلف ہیں فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے مجتہدین شریعت نے استنباط احکام ظاہر شریعت کے اصول ٹھہرائے، اولیائے طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کے جس کو طریقت کہتے ہیں قواعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعت سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے۔ ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہ کو بسبب صفائی طبیعت اور حضور خورشید رسالت تحصیل نسبت میں اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے ان کو بسبب بعد زمان رسالت کے البتہ اشغال مذکورہ کی حاجت ہوئی، جیسے صحابہ کرام کو قرآن وحدیث کے فہم میں قواعد صرف ونحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہل عجم اور بالفعل کے عرب اس کے محتاج ہیں **واللہ اعلم**۔"[9]

امام الطائفہ کے نسبا چچا علماً باپ طریقۃً دادا مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں:

"اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات وہیئات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الدین اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے **(الٰی قولہ)** تو اس کو یاد رکھنا چاہئے[10]" اھ بترجمہ البلہوری۔

مولوی بلہوری اسے نقل کرکے کہتے ہیں: "یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں[11]"

مرزا مظہر جان جاناں صاحب (جنھیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ وقیم طریقہ احمد وداعی سنت نبویہ ومتجلی بانواع فضائل وفواضل کہا) اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

"مراقبات باطوار معمولہ کہ درقرون متاخرہ	موجودہ طریقوں کے مراقبات جو آخر زمانہ میں

[9] شفاء العلیل مع القول الجمیل ساتویں فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۷ و ۱۰۸

[10] شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۱ و ۵۲

[11] شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۲

رواج یافتہ از کتاب وسنت ماخوذ نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق الہام واعلام از مبدء فیاض اخذ نمودہ اند شرع ازاں ساکت ست وداخل دائرہ اباحت "[12]	مروج ہوئے کتاب وسنت سے ماخوذ نہیں ہیں بلکہ مشائخ حضرات نے بطور الہام اللہ تعالٰی سے پائے ہیں جبکہ شریعت ان کی تفصیل سے ساکت ہے اور اباحت کے درجہ میں ہیں ۔(ت)

انھیں کے ملفوظات میں ہے:

"حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ طریقہ نو بیان نمودہ اند "[13]۔	حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نئے طریقے بیان فرمائے ہیں(ت)

اسی میں ہے:

"حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ طریقہ جدیدہ بیان نمودہ اند[14]"	حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جدید طریقہ بیان فرمایا ہے۔(ت)

بات کے پورے توجب ہیں کہ آنکھیں بند کرکے ان صاحبوں کو بھی بدعتی کہہ بھاگیں ورنہ یہ تو ستم سینہ زوری ہوئی کہ اکابر محبوبان خدا قرون متطاولہ سے سب **معاذاللہ** مجرم احداث چنیں وچناں ٹھہریں اور ان صاحبوں پر صرف لالچ سے کہ امام الطائفہ کے علاقہ والے ہیں آنچ نہ آئے یہ تو دین نہ ہوا دھینگا مشتی ہوئی،اے حضرت! یہ سب ایک طرف خود امام الطائفہ کی خبر لیجئے وہ سربازار اپنا اور اپنے پیرومرشد کا بدعتی ومخترع الدین ہونا پکار رہاہے صراط مستقیم میں لکھتا ہے:

"اشغال مناسبہ ہروقت ریاضت ملائمہ ہر قرن جداجدامے باشند ولہذا محققین ہر وقت از اکابر ہر طرق در تجدید اشغال کوششا کردہ اند بناء علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعین کردہ شود "[15]	ہر وقت کے مناسب اشغال اور ریاضات ہر زمانہ کے مناسب جدا جدا ہیں اور اسی لئے وقت کے محقق لوگ اپنے طریقہ وسلسلہ کے اکابر سے اشغال کی تجدید میں کوشش کرتے رہے ہیں، اسی بناء پر وقتی مصلحت کے تحت اس کتاب کا ایک باب موجودہ وقت کے اشغال جدیدہ کے بیان کے لئے مختص کیا گیا ہے۔(ت)

[12] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از کلمات طیبات مکتوب یازدہم مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۳
[13] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از کلمات طیبات مکتوب یازدہم مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۰
[14] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از کلمات طیبات مکتوب یازدہم مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳
[15] صراط مستقیم مقدمۃ الکتاب المکتبہ السلفیہ لاہور ص ۷،۸

خدارا ذرا ہٹ دھرمی کی نہیں سہی خدا لگتی کہو تو نہ صرف اشغال بلکہ تمام بحث تعریف بدعت کا یہیں خاتمہ ہو گیا اب کیا ہوئے وہ قرون ثلثہ کی تخصیص پر جبروتی اصرار، اب کدھر گئی، وہ بات بات پر **من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو رد**[16] (جس نے نیا عمل جاری کیا جو ہمارے امر میں سے نہیں وہ مردود ہے۔ ت) اور **کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار**[17] (ہر بدعت ضلالۃ ہے اور ہر ضلالت جہنم میں ہے۔ ت) کی تکرار امام وہابیت کیشاں اور ان کے حضرت ایشاں تیرھویں صدی میں بیٹھے خاص امر اعظم دین و وجوہ تقرب رب العالمین میں نئی نئی باتیں گھڑ رہے ہیں جن کا خود ان کے اقرار سے تین قرن کیا معنٰی تین تین چھ اور چھ اور چھ بارہ قرن تک نام ونشاں نہیں، لیکن وہ بدعتی ٹھہرتے ہیں نہ ان کے اصل ایمان میں خلل آتا ہے نہ ان کے لئے **اصحاب البدع کلاب اھل النار**[18] (بدعت والے اہل جہنم کے کتے ہیں۔ ت) پڑھا جاتا ہے نہ یہ باتیں رد وضلالت وفی النار ہوتی ہیں، یہ **یجوز للوھابی مالا یجوز لغیرہ** (جو غیر کے لئے جائز نہیں وہابی کے لئے جائز ہے۔ ت) کا فتوٰی کہاں سے آگیا، اب اسے کیا کہئے، مگر یہ کہ **اذا لم تستحی فاصنع ما شئت**[19] (جب تجھے حیا نہیں تو جو چاہے کر۔ ت) مولٰی عزوجل ہدایت بخشے، آمین!

خیر بات دور پہنچی خاص مسئلہ شغل برزخ کے متعلق نصوص اکابر وعمائد حاضر کردن مگر حاشانہ ارشادات حضرات اولیائے قدست اسرارہم کہ:

اوّلاً: وہ بنہایت ظہور محتاج اظہار نہیں موافق ومخالف کون نہیں جانتا کہ طریقہ اکابر اولیاء کا معمول رہا اور ان کی تصانیف جلیلہ میں جابجا اس کی روشن تصریحیں ہیں۔

ثانیاً: شاید ان کے ارشاد منکر متعصب کو نفع بھی نہ دیں، ہاں شاید کیوں یقیناً نہ دیں گے کہ منکر خود بھی ارشاد اولیاء سے قولاً و فعلاً اس کے متواتر ثبوت پر مطلع پھر بھی برسر انکار وابطال وادعائے ضلال ہے اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں شیخ شیوخ الہند عاشق المصطفٰی وارث الانبیاء ناصر الاولیاء مولانا وبرکتنا حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ تعالٰی سرہ القوی پر کہ

[16] صحیح البخاری کتاب الصلح ۱/ ۳۷۱ وسنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/ ۲۷۹، کنزالعمال حدیث ۱۱۰۱ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/ ۲۱۹

[17] الدرالمنثور تحت آیۃ ۷/ ۱۷۸ مکتبہ آیۃ اللہ العظیمی قم ایران ۳/ ۱۴۷

[18] کنزالعمال حدیث ۱۰۹۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۱۸

[19] المعجم الکبیر حدیث ۶۵۸ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۷/ ۲۳۷

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

"وآنچہ مروی ومحکی ست از مشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل واستفادہ ازاں خارج از حصر ست در کتب و رسائل ایشاں ومشہور ست میاں ایشاں وحاجت نیست کہ آں راذکر کنیم وشاید کہ منکر متعصب سود نکند او راکلمات ایشاں عافانا اللہ من ذٰلک[20]"	کاملین کی روح سے استمداد واستفادہ جو اہل کشف مشائخ سے مروی ہے اور ان کی کتب ورسائل میں مذکور ومشہور ہے ان بے شمار مرویات کو ذکر کرنے کی ہمیں حاجت نہیں اور شاید متعصب منکرین کو ان کا کلام سود مند بھی نہ ہو، اللہ تعالٰی ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ (ت)

افسوس ان مدعیان حقانیت کی حالت یہاں تک پہنچی کہ بندگان خدا محبوبان خدا کے کلام ان کے سامنے پیش کرنا عبث وبے سود سمجھتے ہیں بلکہ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے مقابلے میں اور بھی گستاخیوں پر نہ اتر آئیں عافانا اللہ تعالٰی من کل ذٰلک (اللہ تعالٰی ہمیں اس سب سے محفوظ رکھے۔ ت) لہٰذا میں صرف اقوال علماء پر اکتفا کروں جنھیں مانے بغیر بے چارے مخالف کو چارہ نہیں۔

۱شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک عبارت تو سائل نے سوال میں نقل کی جس کے ترجمہ میں ۲معلم ثالث وہابیہ شفاء العلیل میں یوں کہتے ہیں: "جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدے دے گی جو اس کی صحبت فائدہ دیتی ہے۔[21]"

یہیں ۳مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا مولانا نے فرمایا: "حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ ترقریب ہے[22] انتہی۔

اب کون کہے کہ شاہ صاحب! یہ وہی راہ ہے جسے کچھ دنوں بعد آپ کے قریب گھر والے ٹھیٹ بت پرستی بتانے کو ہیں، ۴شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ میں فرماتے ہیں:

الطریق الثالث طریق الرابطۃ بالشیخ	یعنی خدا تک پہنچنے کی تیسری راہ شیخ کے ساتھ رابطہ کا

[20] اشعۃ اللمعات کتاب الجہاد باب حکم الاسراء فصل اول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۴۰۲

[21] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۸۱و۸۲

[22] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۸۰

(الی ان قال)ینبغی ان تحفظ صورته فی الخیال و تتوجه الی القلب الصنوبری حتی تحصل الغیبة و الفناء من النفس[23]۔	طریقہ ہے چاہئے کہ اس کی صورت اپنے خیال میں محفوظ رکھ کر قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو یہاں تک کہ اپنے نفس سے غیبت وفنا ہاتھ آئے (ت)

۵ اسی میں ہے:

ان وقفت عن الترقی فینبغی ان تجعل صورة الشیخ علی کتفك الا یمن وتعتبر من کتفك الی قلبك امرأممتدا وتاتی بالشیخ علی ذٰلك الامر الممتد و تجعله فی قلبك فانه یرجی لك بذلك حصول الغیبة والفناء[24]۔	یعنی اگر تو ترقی سے رک رہے تو یوں چاہئے کہ صورت شیخ کو اپنے داہنے شانے پر اور شانے سے دل تک ایک امر کشیدہ فرض کرلے اور اس پر صورت شیخ کو لاکر اپنے دل میں رکھے کہ اس سے تیرے لئے غیبت وفنا ملنے کی امید ہے۔

یہ عبارتیں شاہ صاحب نے رسالہ ۶ ناجیہ نقشبندیہ سے نقل کیں جن کی نسبت لکھا کہ حضرت والد بزرگوار یعنی ۷ شاہ عبدالرحیم صاحب اسے بہت پسند فرماتے اور مریدوں کو اس کے سلسلہ پر چلاتے[25]۔ ۸ اسی میں یہ بھی لکھا کہ:

"تفرقہ مستمر ہو تو اپنے مرشد مربی کی صورت خیال میں حاضر کر، امید ہے کہ اس کی برکت سے تفرقہ مبدل بجمیعت ہو[26]"

اسی انتباہ میں رسالہ ۹ عزیزیہ سے جس کی اجازت اپنے والد ماجد سے پائی لکھا:

"صورت مرشد پیش خود تصور کردہ بعد ذکر گوید الرفیق ثم الطریق در حق ایشاں ست وبرائے نفی خواطر نفسانی وہواجس شیطانی ووساوس ظلمانی اثرے تمام دارد[27]"	مرشد کی صورت کو پیش خاطر رکھے اور ذکر کے بعد کہے الرفیق اور پھر الطریق مرشد کے حق میں ہے یہ طریق نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں کی نفی میں مؤثر ہے۔ (ت)

[23] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ طریقہ نقشبندیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص۴۱و۴۲
[24] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ طریقہ نقشبندیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص۴۲
[25] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ طریقہ نقشبندیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص۳۲
[26] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ بیان دفع وسوسہ عباسی کتب خانہ کراچی ص۴۷
[27] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ بیان طریقہ چشتیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص۹۲

"اسی رسالہ مذکور سے لکھا:

بلکہ حضرت سلطان موحودیں برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس سرہ العزیز چنیں می فرمودند کہ صورت مرشد کہ ظاہر دید میشود مشاہدہ حق سبحانہ وتعالیٰ ست در پردہ آب وگل واما صورت مرشد کہ درخلوت نمودارم شہود آں مشاہدہ حق تعالیٰ ست بے پردہ آب وگل کہ ان اللہ تعالیٰ خلق اٰدم علی صورۃ الرحمٰن من راٰنی فقد رای الحق درحق اودرست شدہ[28]۔"	بلکہ حضرت شیخ جلال الدین مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس سرہ بمع القابہ یوں فرماتے ہیں کہ مرشد کی صورت کا ظاہری مشاہدہ آب وگل کے پردہ میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہے اور مرشد کی خلوت میں نمودار ہونے والی صورت یہ اللہ تعالیٰ کا آب وگل کے پردہ کے بغیر مشاہدہ ہے اللہ تعالیٰ نے آدم کی صورت رحمٰن کی صفت پر پیدا کی جس نے مجھے دیکھا تو بیشک اس نے حق دیکھا، اس پر درست ثابت ہوگا۔(ت)

"شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں زیر قولہ تعالیٰ واذکر اسم ربك لکھتے ہیں:

یعنی یاد کن نام پروردگار خود را بر سبیل دوام وہر وقت وہر شغل خواہ بزبان خواہ بقلب خواہ بروح خواہ بہ سر خواہ بخفی خواہ باخفی خواہ بنفس خواہ ذکر یک ضربی خواہ دو ضربی خواہ بحبس نفس خواہ بے حبس خواہ بدون برزخ خواہ بابرزخ الی غیر ذٰلك من الخصوصیات التی استنبطھا الماھرون من اھل الطرائق وتعین احد الشقین ازیں خصوصیات مذکورہ مفوض بصوابدید شیخ ومرشد ست کہ بحسب حال ہرچہ راا صلح داند تلقین فرمایا ید چنانچہ درآیت دیگر فرمودہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم	اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اور ہر شغل میں یاد رکھ دل روح، سری، خفی، سانس یک ضربی یا دوضربی ہو یا سانس بند کرکے ہو یا بغیر بند کئے ہو، برزخ کے ذریعے یا بے برزخ وغیرہا خصوصیات جن کو اہل طریقت سے ماہرین نے اخذ کیا ہے ان میں سے کسی مخصوص طریقہ کو متعین کرنا مرشد کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ حال کے مطابق جس کو مناسب سمجھے اس کی تلقین کرے جس طرح دوسری آیہ کریمہ میں ارشاد ہے کہ اگر تم

[28] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ بیان طریقہ چشتیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص ۹۲و۹۳

لاتعلمون [29] اھ ملتقطا۔	نہ جانو تو اہل ذکر سے سوال کرواھ ملتقطا(ت)

اقول: وباﷲ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ت) اس عبارت سے جیسا کہ تصور برزخ کا جواز ثابت ہوا اس کے سوا اور بھی فوائد جلیل حاصل مثلاً:

۱ **ایک:** یہ کہ شغل برزخ کے ساتھ ذکر کرنا اطلاق آیت قرآنی کے تحت میں داخل۔

۲ **دوم:** مطلق ذکر پر قرآن وحدیث میں جو عظیم ترغیبیں آئیں اسے بھی شامل۔

۳ **سوم:** مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر رہے گا اور اس کا حکم اس کے جمیع مقیدات میں ساری شرع میں صرف اس کی اجازت ان کی اجازت کے لئے کافی جس کے بعد خصوصیات خاصہ کے ثبوت خاص کی حاجت نہیں مطلق اصولی کو مطلق منطقی سمجھنا محض خطا ہے۔

۴ **چہارم:** نیک بات بانضمام اوضاع خاصہ بد نہیں ہو سکتی جب تک اس منضم میں کوئی محذور خاص شرع سے ثابت نہ ہو،

۵ **پنجم:** قائل جواز کو صرف اس قدر بس کہ یہ مقید زیر مطلق داخل، جو ممنوع بتائے وہ مدعی ہے اس صورت خاصہ سے منع ثابت کرے۔

۶ **ششم:** ہیئات عبادات توقیفی ہے والہذا اسیر ووقوف دونوں میں شرع مطہر کا اتباع واجب جہاں وہ تھم رہے ہم آگے نہ بڑھیں جہاں وہ آگے چلے ہم تھم نہ رہیں تو اپنی طرف سے اطلاق مقید وتقیید مطلق دونوں ممنوع جس طرح بعد حصر فی وجہ احداث وجہ، آخر شرع پر زیادت یونہی بعد اطلاق اجازت منع بعض صور شرع کی مخالفت اس توقیف وتوقف کے یہ معنی ہیں نہ وہ کہ عبادات الٰہیہ کو **معاذاللہ** غیر معقول المعنی، سمجھ کر مطلقاً وارد وموارد پر مقتصر کردیجئے **کمازعم المتکلم القنوجی** (جیسا کہ قنوجی متکلم نے سمجھا ہے۔ت)

۷ **ہفتم:** بدعت شرعیہ کی یہ تفسیر کہ جو بات زمانہ اقدس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں نہ تھی یا جو کام صحابہ نے نہ کیا یا جو کچھ قرون ثلثہ میں نہ تھا۔

کما تزعمہ النجدیۃ علی تفرق کلمھم فیما بینھم تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۚ" [30]۔	جیسا کہ نجدی حضرات متفرق باتیں کرتے ہیں"تم ان کو جمع خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں یہ اس لئے کہ وہ بے عقل قوم ہیں" (ت)

۸ **ہشتم:** بدعت لغویہ کہ تفاسیر مذکور حقیقۃً اسی پر منطبق ہر گز سیئہ میں منحصر نہیں اس تقدیر پر

[29] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تحت آیۃ ۷۳/ ۸ ص ۲۷۹

[30] القرآن الکریم ۵۹/ ۱۴

قضیہ کل بدعۃ ضلالۃ[31] (ہر بدعت گمراہی ہے۔ت) قطعاً عام مخصوص منہ البعض، ہاں اگر بدعت شرعیہ لیجئے یعنی:

ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل شدہ حق کے خلاف کوئی نئی چیز ہو(ت)

تو بیشک وہ اپنی صراحت عموم و محوضت اطلاق پر ہے علماء تفسیر حدیث میں دونوں طرف گئے مگر یہ اعجوبہ ملفقہ کو پہلوں سے تفسیر لیں اور دوسروں سے اطلاق یہ خاص ایجاد حضرات انجاد ہے جس پر شرع سے اصلاً دلیل نہیں اور جس کی بناء پر شاہ عبدالعزیز وشاہ ولی اللہ سے ہزار برس تک کے ائمہ شریعت وسادات طریقت یا ہزاروں تابعین یا صدہا صحابہ بھی معاذاللہ بدعتی قرار پاتے ہیں، اور ان کے بعض جری بیباکوں مثل بھوپالی بہادر وغیرہ نے اس کی صاف تصریح بھی کردی وہ بھی کہاں، خاص امیر المومنین غیظ المنافقین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں

"وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ "[32] (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت)

۹**نہم** عدم نقل نقل عدم نہیں۔

۱۰**دہم** عدم فعل قاضی منع نہیں کف میں اتباع ہے نہ مجرد ترک میں۔

۱۱**یازدہم** یہ جاہلی مغالطہ کہ اس طریقے میں کوئی بھلائی ہوتی تو صحابہ ہی کرتے تم کیا ان سے بھی زیادہ دین کی سمجھ رکھتے تو محض بیہودہ ونامسموع ہے۔

۱۲**دوازدہم** اولیائے کرام کے ایجادات محمود ومقبول ہیں۔

۱۳**سیزدہم** وہ اہل الذکر ہیں دوسروں کو ان پر اعتراض نہیں پہنچتا بلکہ ان کی طرف رجوع اور جو وہ فرمائیں اس پر عمل چاہئے۔

۱۴**چہاردہم** کفار سے غیر شعار میں اتفاقی مشابہت ہرگز وجہ ممانعت نہیں ورنہ حبس دم کہ جوگیوں کا مشہور طریقہ ہے ممنوع ہوتا۔

۱۵**پانزدہم** آیۃ " فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ "[33] (وجوب تقلید میں نص ہے۔ اہل ذکر سے علمائے اہل کتاب

---

[31] الدر المنثور تحت آیۃ ۷/ ۱۷۸ مکتبہ آیۃ اللہ العظیمی قم ایران ۳/ ۱۴۷

[32] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[33] القرآن الکریم ۱۶/ ۴۳ و ۲۱/ ۷

مراد لے کر مبحث تقلیدی سے آیت کو بیگانہ بتانا غیر مقلد وہابیوں کی نری جہالت ہے،

اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ کہ مخصوص سبب کا الی ذٰلك من الفوائد مما یستخرجه البصیر الناقد (دیگر فوائد جن کو پرکھنے والے صاحب بصیرت نے ظاہر کیا ہے۔ ت) شاہ صاحب کی یہ نفیس عبارت کس قدر قابل قدر و منزلت کہ معدود حرفوں میں کتنے فوائد نفیسہ بتاگئے اور آدھی بلکہ دو تہائی وہابیت کو خاک میں ملاگئے والحمد للہ رب العالمین۔

اب پھر شمار عبارات کی طرف چلئے، "۱۲تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت وخداوند دولت ومرجع ومنتھی ومفرغ وملجا وسید ومولٰی جناب شیخ مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے مکتوبات کی جلد اول میں فرماتے ہیں:

ہیچ طریقے اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست تا کدام دولتمند راآں سعادت مستسعد سازند[34]"	وصول کے طریقوں میں سے اقرب ترین طریقہ رابطہ ہے کہ بہت سے ابدی دولت والے اس سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ (ت)

"۱۳اسی میں ہے:

"مخدوما مقصد اقصی ومطلب اسنٰی وصول بجناب قدس خداوندی ست جل سلطانہ لیکن چوں طالب در ابتداء بواسطہ تعلقات شتی در کمال تدنس وتنزل ست وجناب قدس او تعالٰی درنہایت تنزہ وترفع ومناسبتے کہ سبب افاضہ واستفاضہ است درمیان مطلوب وطالب مسلوب ست لاجرم از پیر راہ دان راہ بین چارہ نمودہ کہ برزخ بود (الی قولہ) پس درابتدا ودر توسط مطلوب رابے آئینہ پیر نمیتواں دید[35]"	اے میرے مخدوم! سب سے بڑا اور اعلٰی مقصد اللہ جل شانہ تک رسائی ہے لیکن کوئی طالب ابتدائی مرحلہ میں دنیاوی مشاغل کی وجہ سے انتہائی کثافت اور کہتری میں ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالٰی انتہائی پاک اور بلند ذات ہے اس وجہ سے طالب ومطلوب کے درمیان فیض کے حصول وعطا کے لئے کوئی مناسبت نہیں ہے لہذا ضروری ہے راستہ جاننے اور دیکھنے والا مرشد واسطہ بنے،(اور یہاں تک فرمایا) ابتدائی اور درمیانے مرحلہ میں پیر کے آئینہ کے بغیر مطلوب کو نہیں دیکھ سکتا۔ (ت)

[34] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب صد وہشتاد وہفتم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۱۸۷

[35] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۱۶۹ استانبول ترکیہ ۱/ ۲۸۱

[۱۴] جلد دوم میں فرمایا:

"نسبت رابطہ ہموارہ شمار باصاحب رابطہ می دارد وواسطہ فیض انعکاسی می شود شکرایں نعمت عظمٰی بجا باید آورد"[36]۔	تمھارے رابطہ کی نسبت صاحب رابطہ کے ساتھ ہموار ہوجائے اور فیوض کاواسطہ عکس ڈالے تو اس عظیم نعمت کا شکر بجالانا چاہئے۔(ت)

[۱۵] جلد سوم میں لکھا:

پرسیدہ بودند کہ لم ایں چیست کہ چوں درنسبت رابطہ فتور میرود دراتیان سائر طاعات التذاذ نمی یابد بدانند کہ ہماں وجہیکہ سبب فتور رابطہ گشتہ است مانع التذاذ ست (الی قولہ) استغفار باید نمود تابکرم اللہ سبحٰنہ اثر آں مرتفع گردد[37]"	آپ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ جب رابطہ والی نسبت میں فتور ہوجائے تمام عبادات کی لذت میں فتور پیدا ہوجاتا ہے تو فرمایا یاد رکھو کہ جس وجہ سے رابطہ میں فتور آتا ہے وہی لذت سے مانع ہوجاتی ہے اور (بعد میں یہاں تک فرمایا) اس موقعہ پر استغفار کرنی ضروری ہے تاکہ اللہ تعالٰی اپنے کرم سے اس مانع اثر کو اٹھادے۔(ت)

اور [۱۶] ذرا وہ بھی ملاحظہ ہوجائے جو انھوں نے مکتوبات کی جلد دوم مکتوب سیم میں فرمایا:

"خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ از نوشتہ بودند کہ سجدے استیلا یافتہ است کہ در صلوات آں را مسجود خود مے دانند وے بیند واگر فرضا نفی کند منتفی نمیگردد محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب است ازھزاراں یکے رامگر بد ہند صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبۃ سبب یحتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات اوراجذب نماید رابطہ راچرا	خواجہ محمد اشرف نے نسبت رابطہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سجدے میں رفعت ہوتی ہے جب شیخ کو نمازوں میں مسجود سمجھے اور دیکھے اگر بالفرض وہ اس کی نفی کرے بھی تو منتفی نہ ہو، یہ محبت کا ایک مرحلہ ہے طالب حضرات ہزاروں اس دولت کی تمنا کرتے ہیں مگر حاصل کسی ایک کو ہوتا ہے یہ عطا کا معاملہ مناسبت تامہ کی وجہ سے ہوتا ہے شیخ کی تھوڑی سی صحبت کے سبب کبھی

[36] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب بست وچہارم نولکشور لکھنو، ۲/ ۲۱

[37] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب صدو ہفتم نولکشور لکھنو، ۳/ ۱۹۸

نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ چرا محاریب و مساجد رانفی نکنند ظہور ایں قسم دولت سعادت منداں رامیسر است نادر جمیع احوال صاحب رابطہ متوسط خود دانند ودر جمیع اوقات متوجہ او باشتند ودررنگ جماعہ بے دولت کہ خود را مستغنی دانند وقبلہ توجہ از شیخ خود منحرف سازند ومعاملہ خود رابرہم زنند"[38]	تمام کمالات شیخ اس طالب میں جذب کردیتا ہے رابطہ کی نفی لوگ کیوں کرتے ہیں حالانکہ شیخ و مقتداء مسجود الیہ ہوتا ہے نہ کہ مسجود لہ، یہ لوگ محراب اور مساجد کی نفی کیوں نہیں کرتے ہیں (حالانکہ وہ بھی مسجود الیہ ہیں) یہ دولت خاص سعادتمندوں کو میسر ہوتی ہے حتی کہ وہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو واسطہ جانتے ہیں اور تمام اوقات میں اسی کی طرف متوجہ رہتے ہیں ان لوگوں کی طرح نہیں جو بے دولت ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو مستغنی سمجھتے ہیں، اور شیخ سے اپنی توجہ کا قبلہ موڑ لیتے ہیں اور اپنا معاملہ خود خراب کرلیتے ہیں۔(ت)

الحمدللہ اس عبارت باہرہ کاایک ایک کلمہ قاہرہ ازبیخ برکن نجدیت بائرہ ہےوللہ الحجۃ الظاھرہ۔

آمدیم ونصوص علماء کتاب مستطاب ۲۷ حدائق الانوار فی الصلوٰۃ واسلام علی النبی المختار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہے:

الحدیقۃ الخامسۃ فی الثمرات التی یجتنیھا العبد بالصلوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والفوائد التی یکتسبھا ویقتنیھا[39]۔	پانچواں حدیقہ ان پھلوں کے بیان میں ہے جنھیں بندہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیج کر چنتا ہے اور ان فائدوں میں جنھیں درود کی برکت سے کسب وتحصیل کرتا ہے۔

پھر چالیس ۲۸ فائدے گنا کر کہتے ہیں:

الاحدی والاربعون من اعظم الثمرات و اجل الفوائد المکتسبات بالصلوۃ علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انطباع صورۃ الکریمۃ فی النفس[40]۔	وہ فائدے جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر دورد بھیج کر حاصل کرتے ہیں ان میں اجل واعظم فائدوں سے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا دل میں نقش ہونا ہے۔

[38] المکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۳۰ نولکشور لکھنؤ ۲/ ۴۶

[39] حدائق الانورا فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار

[40] حدائق الانورا فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار

۱۸امام ابو عبداللہ ساحلی رضی اللہ تعالٰی عنہ بغیۃ السالک میں فرماتے ہیں:

ان من اعظم الثمرات واجل الفوائد المکتسبات بالصلوٰۃ علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انطباع صورتہ الکریمۃ فی النفس انطباعا ثابتا متا صلامتصلا و ذٰلک بالمداومۃ علی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باخلاص القصد وتحصیل الشروط و الاداب و تدبر المعانی حتی یتمکن حبہ من الباطن تمکنا صادقا خالصا یصل بین نفس الذاکر ونفس النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویؤلف بینھما فی محل القرب و الصفا[41] الخ۔	ثمرات وفوائد کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیج کر حاصل کئے جاتے ہیں ان کے اعظم واجل سے یہ ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا پائدار ومستحکم ودائمی نقش دل میں ہوجائے یہ یوں حاصل ہوتا ہے کہ نیت خالص ورعایت شروط آداب وغور وفکر معانی کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی مداومت کریں یہاں تک کہ حضور کی محبت ایسے سچے خالص طور پر دل میں جم جائے جس کے سبب نفس ذاکر کو نفس اقدس حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اتصال اور محل تقرب و صفامیں باہم الفت حاصل ہو۔

۱۹علامہ فاسی محمد بن احمد بن علی قصری رحمۃ اللہ علیہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں:

قد ذکر بعض من تکلم علی الاذکار وکیفیۃ التربیۃ بھا انہ اذا کمل لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلیشخص بین عینیہ ذاتہ الکریمۃ بشریۃ من نور فی ثیاب من نور یعنی لتنطلع صورتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی روحانیتہ ویتالف معھا تالفا یتمکن بہ من الاستفادۃ من اسرارہ و الاقتباس من انوارہ صلی اللہ تعالٰی	یعنی بعض علماء جنھوں نے اذکار اور ان سے تربیت مریدین کی کیفیت بیان کی، فرماتے ہیں کہ جب ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کامل کرے تو چاہئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تصور اپنے پیش نظر جمائے بشری صورت نور کی طلعت نور کے کپڑوں میں اس غرض سے کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت اس کے آئینہ روح میں منقش ہوجائے اور وہ الفت پیدا ہو جس کے سبب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسرار سے استفادہ اور انوار سے

---
[41] بغیۃ السالک

علیه وسلم قال فان لم یرزق تشخص صورة فیری کانه جالس عند قبره المبارك یشیر الیه متی ماذکره فان القلب متی ماشغله شیئ امتنع من قبوله غیره فی الوقت الی اخر کلامه فیحتاج الی تصویر الروضة المشرفة والقبور المقدسة لیعرف صورتها یشخصها بین عینیه من لم یعرف من المصلین علیه فی ہذا الکتب وہم عامة الناس وجمهورهم [42] اھ ملخصاً۔	اقتباس کرکے وہی عالم فرماتے ہیں جسے حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور روزی نہ ہو وہ یہی خیال جمائے کہ گویا مزار مبارک کے سامنے حاضر ہے اور ہر بار ذکر شریف کے ساتھ مزار اقدس کی طرف اشارہ کرتا رہے یہ اس لئے کہ دل کو جب ایک چیز مشغول کرلیتی ہے تو اس وقت دوسری کسی شے کو قبول نہیں کرتا، اسے نقل کرکے علامہ فاسی فرماتے ہیں جب بات یہ ٹھہری تو روضہ مطہرہ وقبور معطرہ کی تصویر بنانے کی حاجت ہوئی کہ جن دلائل الخیرات پڑھنے والوں کو ان کا نقشہ معلوم نہیں اور اکثر ایسے ہی ہیں وہ پہچان لیں اور ان کا تصور پیش نظر رکھیں۔

۲۱شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ جذب القلوب الی دیار المحبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وکتاب ترغیب اہل السعادات میں فرماتے ہیں:

از فوائد صلاۃ بر سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ ست تمثل خیال وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم درعین کہ لازم کثرت صلاۃ ست بانعت حضور وتوجہ اللھم صل وسلم علیہ [43] اھ ملتقطاً۔	حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر درود پاک کے فوائد میں سے یہ ہے کہ آنکھ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خیالی صورت قائم ہوجاتی ہے جس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت شریف کے ساتھ دورد شریف کی کثرت لازم ہے اور توجہ سے اللھم صل وسلم علیہ اھ ملتقطاً (ت)

۲۲امام محمد ابن الحاج عبدری مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں:

من لم یقدر له بزیارة صلی الله تعالٰی	یعنی جسے مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی

[42] مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۴۴و۱۴۵

[43] جذب القلوب الی دیار المحبوب باب ہفدہم مکتبہ نعیمیہ چوک دالگراں لاہور ص ۱۸۰تا۱۸۲

علیہ وسلم بجسمہ فلینوھا کل وقت بقلبہ ولیحضر قلبہ انہ حاضر بین یدیہ متشفعا بہ الی من من بہ علیہ کما قال الامام ابومحمد بن السید البطلیوسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فی رقعتہ التی ارسلھا الیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ابیات۔ الیك افر من زللی وذنبی وانت اذا لقیت اللہ حسبی وزورۃ قبرك المحجوج قدما منای وبغیتی ولوشاء ربی فان احرم زیارتہ بجسمی فلم احرم زیارتہ بقلبی الیك غدت رسول اللہ منی تحیۃ مومن دنف محب[44]۔	علیہ وسلم کی زیارت جسم سے نصیب نہ ہوئی ہو وہ ہر وقت دل سے اس کی نیت رکھے اور دل میں یہ تصور جمائے کہ میں حضور پر نور صلوٰۃ اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کے حضور حاضر ہوں حضور سے اس کی بارگاہ میں اپنے لئے شفاعت چاہ رہا ہوں جس نے حضور کی امت میں داخل فرما کر مجھ پر احسان کیا جیسا کہ امام محمد بن السید بطلیوسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی اس عرضی میں کہ مزار پر انوار بھیجی یہ ابیات عرض کیں کہ یارسول اللہ! میں اپنی لغزش وگناہ سے حضور ہی کی طرف بھاگتا ہوں اور جب میں خدا سے ملوں تو حضور مجھے کافی ہیں حضور کی قبر مبارک کی زیارت کی کہ ہمیشہ سے جس کا حج ہوتا ہے (یعنی مسلمان اس کی نیت کرکے دور دور سے حاضر ہوتے ہیں) میری آرزو مراد ہے۔ اگر میرا رب چاہے اگر جسم سے اس کی زیارت مجھے نصیب نہ ہوئی تو دل کی زیارت سے محروم نہیں ہوں صبحدم حضور کی بارگاہ میں حاضر ہے یارسول اللہ! میری طرف سے ایک مسلمان محب بیمار محبت کا مجرا۔

[۲۳] امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ اور [۲۴] علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

یلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الھیبۃ کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاتہ (اذھو حی) ویستحضر علمہ	یعنی زائر ادب وخشوع وتواضع کو لازم پکڑے آنکھیں بند کئے مقام ہیبت میں کھڑا ہو جیسا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عالم حیات ظاہری میں حضور کے سامنے کرتا کہ

[44] المدخل لابن الحاج فصل فی الکلام علی زیارۃ سید المرسلین الخ دار الکتب العربی بیروت ۱/ ۲۵۸

بوقوفه بين يديه عليه الصلوٰة والسلام سماعه لسلامه كما هو فى حال حياته اذلا فرق بين موته و حياته فى مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم و نياتهم و عزائمهم وخواطرهم وذٰلك عنده جلى لاخفاء به ويمثل(يصور)الزائر وجهه الكريم عليه الصلوٰة و السلام فى ذهنه ويحضر قلبه جلال رتبته و علو منزلته وعظيم حرمته[45] اھملخصا	وہ اب بھی زندہ ہیں اور تصور کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کی حاضری سے آگاہ ہیں اس کا سلام سن رہے ہیں بعینہٖ اسی طرح جیسے حال حیات ظاہری میں کہ حضور کی وفات و حیات دونوں ان امور میں یکساں ہیں کہ حضور اپنی امت کو دیکھتے اور ان کے احوال کو پہچانتے ہیں اور ان کی نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں سے آگاہ ہیں اور یہ سب باتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایسی روشن ہیں جنھیں اصلا پوشیدگی نہیں اور زائر اپنے ذہن میں حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چہرہ کریمہ کا تصور جمائے اور دل میں حضور کی بزرگی مرتبہ وبلندی قدر واحترام عظیم کا خیال لائے۔

[۲۵]علامہ رحمت اللہ ہندی تلمیذ امام ابن الہمام منسک متوسط اور [۲۶]علامہ علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں:

ثم توجه(اى بالقلب والقالب)مع رعاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار والهيبة والافتقار غاض الطرف مكفوف الجوارح فارغ القلب(من سوى مرامه)واضعا يمينه على شماله مستقبلا لوجه الكريم مستدبر القبلة متمثلا صورته الكريمة فى خيالك(اى فى تخيلات بالك لتحسين حالك) مستشعرا	یعنی زائر دل وبدن دونوں سے بنہایت ادب مزار اقدس کی طرف متوجہ ہو کر مواجہہ شریف میں کھڑا ہو تواضع وخشوع و خضوع وتذلل وانکسار وخوف ووقار وہیبت ومحتاجی کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضاء کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب فارغ کئے ہوئے داہنا ہاتھ بائیں پر باندھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف منہ اور قبلہ کو پیٹھ کرے دل میں حضور انور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کی صورت کریمہ کا تصور باندھے کہ یہ خیال تجھے

[45] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنيه المقصد العاشر الفصل الثانی دار المعرفة بيروت ٨/ ٣٠٥

بانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم بحضورك وقیامك وسلامک(ای بل بجمیع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامک)وکانہ حاضر جالس بازائك مستحضرا عظمتہ وجلالہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[46] اھ ملخصاً۔	خوشحال کردے گا اور خوب ہوشیار ہوجاکہ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تیری حاضری وقیام وسلام بلکہ تمام افعال واحوال اور منزل منزل کے کوچ ومقام سے آگاہ ہیں اور یہ تصور کر کہ گویا حضور تیرے سامنے حاضر وتشریف فرماہیں اور حضور کی عظمت وجلال کا خیال اپنے ذہن میں حاضر رکھ۔

۲۷امام مجدالدین ابوالفضل عبداللہ بن محمود موصلی اپنے متن مختار کی شرح اختیار میں پھر علمائے دولت علیہ سلطان اورنگزیب انار اللہ برہانہ فتاوٰی عالمگیری میں فرماتے ہیں:

یقف کما یقف فی الصلوٰۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ البھیۃ کانہ نائم فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ[47]۔	یعنی زائر روضہ منورہ کے حضور دست بستہ باادب یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتاہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ روشن کا تصور باندھے گویا حضور مرقد اطہر میں لیٹے ہیں زائر کو جانتے اور اس کا کلام سنتے ہیں۔

۲۸امام اجل قاضی عیاض نے شفا شریف میں امام ابوابراہیم تجیبی سے نقل فرمایا کہ وہ فرماتے ہیں:

واجب علی کل مؤمن متی ذکرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ھیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ نفسہ لوکان بین یدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویتادب بماادبنا اللہ تعالٰی بہ[48]	ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر کرے یا حضور کا ذکر اس کے سامنے کیا جائے کہ خشوع وخضوع ووقار بجالائے جسم کا کوئی ذرہ حرکت نہ کرے جس طرح خود حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے خاص حضوری میں رہتا ہے حضور کا ادب کرے جیسا کہ اللہ تعالٰی نے ہمیں اس جناب کے لئے مودب ہونا سکھایا۔

[46] المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط مع ارشاد الساری دار الکتاب العربی بیروت ص۳۳۷،۳۳۸

[47] الاختیار لتعلیل المختار فصل فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار المعرفہ بیروت ۱/ ۱۷۶

[48] الشفا بتعریف حقوق المصطفی فصل واعلم ان حرمۃ النبی الخ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۳۴

۲۹علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں اس پر فرماتے ہیں:

یفرض ذٰلك ویلاحظه ویتمثله فکانه عندہ[49]۔	یعنی ذکر شریف کے وقت یہ فرض ملاحظہ کرے کہ خاص حضوری میں ہوں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صورت کا تصور جمالیا جائے کہ گویا حضور اس کے پاس جلوہ فرماہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۳۰فاضل رفیع الدین خان مرادآبادی تاریخ الحرمین میں لکھتے ہیں:

شبے در طواف بودم وہجوم بسیار بود بخیال خود حضور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد کردم تصور نمودم کہ آں سرور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام وطوائف ہستند وجماعت صحابہ باآنحضرت طواف میکنند ومن بطفیل ایشاں در مجمع حاضرم وروزے پیش باب بیت اللہ ایستادہ دعامیکردم وباخود قصہ روز فتح یاد کردم وتصور نمودم کہ جناب اقدس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در دروازہ ایستادہ اند وصحابہ کرام بحسب مرتبہ ومقام خود درخدمت شریف حاضر اند وکفار قریش ترساں وہراساں در حضور آمدہ اند وآنحضرت از ایشاں عفو فرمودہ ملاحظہ ایں حال باعث شد بتوسل ازآنجناب ودعا در حضرت عزت جلت عظمتہ برائے مغفرت خود جمیع اقارب واحباب وقضائے حوائج دین ودنیا ونرجو من اللہ الاجابۃ ان شاء اللہ تعالیٰ۔	ایک رات میں طواف کررہا تھا ہجوم کثیر تھا میں نے اپنے خیال میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کیا اور تصور کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف فرمارہے ہیں اور صحابہ کرام کی جماعت بھی حضور کے ساتھ طواف کررہی ہے اور میں بھی آپ کے طفیل وہاں مجمع میں حاضر ہوں، اور ایک روز میں بیت اللہ شریف کے آگے کھڑا دعا کررہا تھا کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتح مکہ والا منظر یاد آیا اور تصور کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح کے روز بیت اللہ شریف کے دروازے پر تشریف فرماہیں اور صحابہ کرام اپنے مراتب کے لحاظ سے اپنی جگہ پر خدمت میں حاضر ہیں اور کفار مکہ ڈرتے ہوئے پریشان آپ کے سامنے آرہے ہیں اور آپ ان کو معاف فرمارہے ہیں اس تصور کی برکت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کے

[49] نسیم الریاض فی شرح الشفا للعیاض فصل واعلم ان حرمۃ النبی الخ ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان ۳/ ۳۹۶

دوستاں را کجا کنی محروم توکہ بادشمناں نظر داری[50]	سبب تمام اقارب واحباب کی مغفرت اور حاجتیں تمام دنیاوی اور دینی قبول ہونے کی امید ہوئی ان شاء اللہ تعالٰی، دوستوں کو تو آپ کیا محروم کریں گے آپ تو دشمنوں پر بھی نظر رکھتے ہیں۔(ت)

الحمدللہ! یہ سردست تیس نصوص عظیم الفوائد ہیں اور جو باقی رہ گئے وہ ان سے بہت زائد پھر نصف کہ اس قدر بھی کافی اور مکابر متعسف کو دفتر ناوافی، **نسأل اللہ العفو والعافیہ** (ہم اللہ تعالٰی سے معافی وعافیت مانگتے ہیں۔ت)

تنبیہ لطیف: یہ تو شاہ عبدالعزیز صاحب کی تقریر سے روشن ہولیا کہ جواز برزخ اطلاق آیات قرآنیہ سے ثابت ومستفاد اور یہ بھی کہ حضرت اولیاء کا امور طریقت میں مرجع ومسؤل اور ان کے ارشادات کا معمول ومقبول ہونا آیہ کریمہ **فاسئلوا اھل الذکر** کا مفاد اور یہ بھی ان کے کلام میں اشارۃً اور تقریر معلم ثالث میں صراحۃً گزرا کہ اولیائے طریقت مثل مجتہدان شریعت ہیں اور خود امام الطائفہ نے بھی صراط المستقیم میں ان کا مجتہد فی الطریقۃ ہونا تسلیم کیا۔ **حیث قال:**

اولیائے کبار از اصحاب طرق کہ امامت در فن باطن شریعت حاصل کردہ واجتہاد در قواعد اصلاح قلب کہ خلاصہ دین متین ست بہم رسانیدہ بودند[51]۔	بڑے بڑے اولیائے کرام اور اصحاب طریقت نے فن باطن شریعت میں امامت حاصل کی اور اپنے اجتہاد سے انھوں نے اصلاح قلب کے قواعد عطا کئے جو کہ کتاب وسنت کا خلاصہ ہے۔(ت)

مگر مجھے یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ بطور حضرات نہ صرف جواز برزخ بلکہ اس کی ترغیب شدید وتحریص اکید اور اس کا اقرب الطرق الی اللہ ہونا خود امام المجتہد شریعت کے صریح وروشن اشاروں سے ثابت ہولیا پوچھئے وہ کیونکر، ہاں وہ یوں کہ کلمات مذکورہ جناب شیخ مجدد صاحب پر پھر نظر ڈالیے دیکھئے یہ باتیں ان میں صاف صریح موجود ہیں یا نہیں جب دیکھ لیجئے تو اب جناب مرزا مظہر جان جاناں صاحب کا کلام سنئے جنہیں سن چکے کہ امام الطائفہ کے جد وفرجد جناب شاہ ولی اللہ صاحب کیسا کچھ جانتے وہ تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد نہ فقط طریقت میں مجدد بلکہ شریعت میں بھی امام مجتہد تھے مکتوب پانزدہم میں لکھتے ہیں:

---

[50] تاریخ الحرمین رفیع الدین مرادآبادی

[51] صراط مستقیم باب اول فصل ثانی ہدایت رابعہ فادہ نمبر ۵ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۴۱

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ نائب کامل آنحضرت اند بنائے طریقہ خود را بر اتباع کتاب وسنت گزاشتہ اند وعلماء در اثبات رفع سبابہ رسالہا مشتمل بر احادیث صحیحہ وروایات فقہیہ حنفیہ تصنیف کردہ اند تا بجائیکہ حضرت شاہ یحیٰی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرزند اصغر حضرت مجدد نیز دریں باب رسالہ تحریر نمودہ اند ودر نفی رفع یک حدیث بہ ثبوت نہ رسیدہ وترک رفع از جناب حضرت مجدد بنا عـــہ بر اجتہاد واقع شدہ وسنت محفوظ از نسخ براجتہاد مجتہد مقدم ست[52]۔	حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل نائب ہیں انھوں نے کتاب وسنت کی پیروی میں اپنے طریقہ کے قواعد بنائے اور علمائے کرام احادیث صحیحہ اور منتخب حنفی روایات پر مشتمل رسائل رفع سبابہ کے مسئلہ کے اثبات میں لکھے حتی کہ مجدد صاحب کے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ یحیٰی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بھی اس مسئلہ کے اثبات میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا اور لکھا کہ رفع سبابہ کی نفی میں ایک حدیث بھی پایہ ثبوت کو نہ پہنچی اور ترک رفع سبابہ پر حضرت مجدد صاحب نے جو لکھا وہ ان کے اجتہاد پر مبنی ہے جبکہ غیر منسوخ سنت مجتہد کے اجتہاد پر مقدم ہوتی ہے۔(ت)
عـــہ: جاناں ایں سخن مرزا صاحب بہ اجتہاد خود گفتہ باشند ورنہ ملاحظہ مکتوبات حضرت مجدد گواہ عادل ست کہ ترک رفع محض بربنائے تقلید ائمہ حنفیہ فرمودہ اند وآنہم بمجرد تقدیم ظاہر الروایۃ بر نوادر وترک اتباع احادیث صحیحہ صریحہ کثیرہ بمقابلہ روایت ظاہرہ فقہیہ ایں بار رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ دیدن وارد بعونہ تعالٰی بر وہابیہ لہابیہ آتش قہرے بارد وباللہ التوفیق ۱۲۔	حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا یہ کلام اپنے اجتہاد پر مبنی ہے ورنہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مکتوبات کو ملاحظہ کرنے پر واضح گواہی ملتی ہے کہ رفع سبابہ کا ترک خالص امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تقلید پر مبنی ہے کہ مذہب کی ظاہر الروایت نوادر کے مقابلہ میں اور صریح صحیح احادیث کی اتباع کی بجائے فقہی ظاہر الروایت کو مقدم رکھا جاتا ہے میرے رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ کا یہ مقام دیکھنا چاہئے وہابیوں پر وہ آتش قہر ہے وباللہ التوفیق ۱۲۔(ت)

[52] کلمات طیبات فصل دوم مکاتیب مرزا مظہر جانجاناں مکتوبات پانزدہم مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۸

اب امام الطائفہ وغیرہ منکرین جنھیں نہ طریقت میں لیاقت نہ شریعت میں مہارت بھلا منصف تجدید واجتہاد تو بڑی بات ہے ولی مجدد امام مجتہد کے مقابل ایسوں کی زق زق کون سنتا ہے۔ اگرچہ ع

مغز ما خوردو حلق خود بدرید

(ہمارا مغز کھالیا اور اپنا گلا پھاڑ لیا)

تنبیہ الطف: یہاں تک تو امام مجتہد ہی کے قول سے ثبوت تھا امام الطائفہ کے ایمان پر خود ایک معصوم صاحب وحی کی نص جلی سے جواز برزخ ثابت، اب زیادہ توجہ کیجئے گا کہ یہ کیا مگر امام الطائفہ کی سنی ہوتی تو تعجب نہ آتا وہ صراط مستقیم میں تصریح کرتا ہے کہ اولیاء میں جو حکیم ہوتا ہے جسے صدیق وامام ووصی بھی کہتے ہیں اس پر خدا کے یہاں سے وحی آتی ہے اسے نہ صرف بعض احکام کونیہ غیب وشہادات ومعاملات جزئیہ سلوک وطریقت بلکہ خاص احکام کلیہ شریعت وملت بے واسطہ انبیاء بھی پہنچتے ہیں وہ انبیاء کا ہم استاذ ہوتا ہے وہ انبیاء کی مثل معصوم ہوتا ہے اس پر خاص امور شرعیہ میں کچھ تقلید انبیاء مطلقاً ضرور نہیں بلکہ ایک وجہ سے وہ خود محقق ہوتا ہے اس کا علم جسے حکمت کہتے ہیں علم انبیاء سے اصلاً کم نہیں ہوتا صرف اتنا فرق ہے کہ انبیاء پر علانیہ وحی آتی ہے اور اس پر پوشیدہ، قال:

پوشیدہ نخواہد ماند کہ صدیق من وجہ مقلد انبیاء مے باشد ومن وجہ محقق در شرائع علوم کلیہ شرعیہ او را بدو واسطہ مے رسد بوساطت نور جبلی وبوساطت انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پس در کلیات شریعت وحکم احکام ملت او را شاگرد انبیاء ہم مے تواں گفت وہم استاذ انبیاء ہم ونیز طریقہ اخذ آں ہم شعبہ ایست از شعب وحی کہ آں را در عرف شرع بنفث فی الروح تعبیر می فرمایند وبعضے اہل کمال آں را بوحی باطنی مے نامند ہمیں معنی را بامامت ووصایت تعبیر می کنند و	پوشیدہ نہ رہے کہ صدیق من وجہ انبیاء کا مقلد ہوتا ہے اور من وجہ شریعت میں محقق ہوتا ہے علوم شرعیہ کلیہ اس کو دو ذریعوں سے حاصل ہوتے ہیں ایک بذریعہ فطری نور اور دوسرا بذریعہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام لہٰذا اس کو شریعت کے کلیات اور احکام کے حکم میں انبیاء کا شاگرد کہہ سکتے ہیں اور انبیاء کا استاذ بھی، نیز ان کا طریقہ اخذ بھی وحی کی طرح ہوتا ہے اس کو عرف شرع میں نفث فی الروح سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض اہل کمال اس کو باطنی وحی قرار دیتے ہیں اس معنی میں اس کو امامت اور وصایت سے تعبیر کرتے ہیں اور

علم ایشاں را کہ بعینہٖ علم انبیاء ست لیکن بوحی ظاہری متلقی نشد بحکمت مے نامند، لابد او را بمحافظتے مثل محافظت انبیاء کہ مسمّٰی بعصمت ست فائز مے کنند وایں حفظ نصیبہ انبیاء وحکماء ست وہمیں را عصمت نامند ندانی کہ اثبات وحی باطن حکمت و وجاہت وعصمت مر غیر انبیاء را مخالف سنت واز جنس اختراع بدعت ست ندانی کہ ارباب ایں کمال از عالم منقطع شدہ اند اھ ملتقطاً[53]۔	اس کا علم بعینہٖ انبیاء کا علم ہوتا ہے لیکن ظاہری وحی نہیں پاتا اس کو حکمت کہتے ہیں اس لئے کہ انبیاء کی طرح اس کو حفاظت حاصل ہوتی ہے جس کو عصمت کہتے ہیں جو انبیاء اور حکماء کو نصیب ہوتی ہے یہ نہ سمجھنا کہ وحی باطن اور حکمت، وجاہت اور عصمت غیر انبیاء کے لئے ثابت کرنا سنت کے خلاف اور نئی اختراع ہے اور بدعت ہے اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ اس کمال کے لوگ دنیا سے ختم ہوچکے ہیں اھ ملتقطا (ت)

صراط مستقیم معوج ونامستقیم چھپی نہیں چھپی ہے مطبوع مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۸۵ھ کے آخر صفحہ ۳۸ سے ثلث صفحہ ۴۲ تک ان کفریات شنیعہ ورفضیات قطعیہ کا جوش دیکھ لیجئے خیر ان کی اصطلاح شیطانی پر حکیم وحکمت کے معنی تو معلوم ہولئے کہ حکمت یہی علوم صدیقیت ہیں جو ان باطنی ساختہ نبیوں کو بذریعہ وحی نہانی ملتے ہیں۔

اب ملاحظہ ہو کہ یہیں اسی بحث میں شاہ ولی اللہ صاحب کو نرا حکیم بلکہ سید الحکماء کہا، حیث قال:

ایں صدیقیت را جناب سید الحکماء وسید العلماء اعنی الشیخ ولی اللہ بقرب الوجود تعبیر میفرمایند[54]۔	اس صدیقیت کو جناب سید الحکماء وسید العلماء جس سے مرادشاہ ولی اللہ ہیں قرب الوجود سے تعبیر کرتے ہیں۔ (ت)

اب کیا شک رہا کہ ان کے یہاں پر شاہ صاحب بھی (**استغفر اللہ**) انھیں چھپے رسولوں بوڑھے معصوموں میں ہیں اور ان کے علوم میں وحی نہانی سے ان پر اترے اور ان کی سن چکے کہ وہ انتباہ وغیرہ میں مثالی برزخ کی کیسی کیسی تجویز وتحسین وتعلیم وتلقین کرتے ہیں پھر اس کا انکار نہ ہوگا مگر اپنے ساختہ پیغمبر کا رد کرکے اپنے طور پر کافر ہوجانا غایت یہ کہ ظاہری پیغمبر کا منکر کھلا کافر اور نہانی کا منکر ڈھکا کافر۔ **والعیاذ باللہ رب العالمین العزۃ للہ** ان حضرات نے بات بات پر مسلمانوں کو کافر مشرک بنایا یہاں تک کہ

[53] صراط مستقیم باب اول فصل ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۳ تا ۳۶

[54] صراط مستقیم باب اول فصل ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۵

ان کے مذہب پر صلحاء وتابعین درکنار ان کے ساختہ پیغمبروں سے ہمارے سچے رسولوں تک کوئی ارتکاب شرک سے محفوظ نہ رہا یہ اس کی سزا ہے کہ ہر جگہ اپنے منہ آپ کافر ٹھہرتے ہیں کہ کرد و نیافت کما تدین تدان ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز المنان (جیسا کرے گا بدلہ دیا جائے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز المنان۔ت) مولٰی تعالٰی صدقہ اپنے محبوبوں کا دین حق پر قائم رکھے اور ملت وسنت مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر دنیا سے اٹھائے اٰمین!

الحمدللہ کہ یہ مختصر جواب مظہر صواب اوائل جمادی الاٰخرہ ۱۳۰۹ھ میں مرتب اور بلحاظ تاریخ "الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ" ملقب ہوا۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ واصحابہ اجمعین اٰمین الحمدللہ رب العٰلمین واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

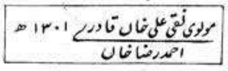

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
محمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم